عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل
اخبار ہفتہ میں دو بار
فی پرچہ ۱؍
قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

جماعت احمدیہ کا یہ مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ | نمبر ۹۲ | مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ حضور نے ۲۷؍ مئی خطبہ جمعہ میں لاہور کے انگریزی اخبار "ہندو ہیرلڈ" کے ایک مضمون کا جواب ارشاد فرمایا جس میں اخبار مذکور نے لکھا تھا۔ کہ مسلمانوں کو سونٹا رکھنے تبلیغ اسلام کرنے اور ہندوؤں سے چھوت چھات کرنے کی تعلیم دینا ملک میں بدامنی پیدا کرتا ہے۔ ان تینوں امور کے متعلق حضور نے مفصل تقریر فرمائی۔

لاہور میں احمدیہ وفد مظلومین کی امداد کرنے میں سرگرمی سے مصروف ہے۔ اور خدا کے فضل سے بہت اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے ان دنوں ناظر اعلےٰ کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب نہایت سرگرمی کے ساتھ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ میں مصروف ہیں۔ اس وقت انیسویں پارہ کا ترجمہ قریب الاختتام ہے۔

اخبار احمدیہ

کراچی میں لیکچر

ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کراچی کے زیر انتظام مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ مغربی افریقہ اور لنڈن نے تین نہایت اعلےٰ لیکچر "بیسویں صدی کا مذہب" "عالمگیر مذہب" اور "مغربی افریقہ میں اسلام" پر دیئے۔ آخری لیکچر میجک لینٹرن کے ذریعہ دیا۔ لیکچر بہت دلچسپی سے سُنے گئے۔ مولوی صاحب موصوف ۳۰؍ مئی سردستان جہاز کے ذریعہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ (عبد المجید از کراچی)

درخواست دعا

بسبب اُس رشتہ اخوت کے جو حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک جماعت میں ہونے کی وجہ سے قائم ہے۔ یہ عاجز جمیع احباب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اللہ اس عاجز کی دینی و دنیوی ترقیوں کے لئے بالخصوص دعا میں مستقل انسپکٹر ہونے کے لئے بارگاہ ایزدی میں درد دل سے دعائیں فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ والسلام (ڈاکٹر نیاز محمد انسپکٹر پولیس کراچی)

تلاش

ہمارے ایک غریب بھائی رحمت علی کا لڑکا غائب ہے۔ اگر کوئی صاحب حسب ذیل حلیہ کا لڑکا گمشدہ کہیں پائیں تو پتہ دیں۔ عمر چھ سال۔ رنگ گورا۔ قمیص لکیردار۔ کپڑوں پر کاسنی رنگ کی سیاہی کے داغ ہیں۔ اس بچے کے والدین نہایت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ اور بوجہ غربت کے زیادہ تلاش نہیں کر سکتے۔ اگر مل جائے تو حسب ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ (حکیم محمد ابراہیم سندرانوالیہ شہر سیالکوٹ)

اعلان نکاح

(۱) ۱۱ مئی ۱۹۲۶ء بابو محمد اعظم کلرک محکمہ زراعت کا نکاح سکینہ بیگم بنت مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پشاور سے ایک ہزار مہر پر مکرمی میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت مردان نے پڑھایا۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک صد روپیہ کا وعدہ اور برادرم بابو محمد اعظم نے ۵۰ روپیہ نقد برائے اشاعت اسلام عطا فرمائے۔ (خاکسار غلام محمد اختر پشاور)

(۲) میری لڑکی زہرا بی بی کا نکاح میاں محمد یوسف صاحب احمدی بھاگلپوری کے ساتھ بعوض مبلغ چار ہزار روپیہ مہر پر حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری نے ۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء کو پڑھا۔ (سید فضل کریم احمدی مونگیری)

(۳) مسمی علی احمد احمدی ولد علی محمد صاحب احمدی قوم بافندہ موضع کھکھا نوالی ضلع سیالکوٹ کے ساتھ مسمات رحمت بی بی بنت جلال الدین صاحب احمدی قوم ماچھی موضع جودھیالہ ضلع سیالکوٹ۔ مہر مبلغ ڈیڑھ سو ۱۵۰ روپیہ پر نواب شاہ صاحب احمدی موضع بن باجوہ نے نکاح پڑھایا۔ (چودہری شکر الدین سکرٹری جماعت احمدیہ بن باجوہ)

ولادت

(۱) صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب ابن شہید مرحوم سید عبد اللطیف صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان کے بھائی سید عبد السلام صاحب کے ہاں خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے محمد احمد رکھا۔ احباب دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ مولود کو مبارک کرے۔ اور اپنے دادا صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید کی قابل فخر یادگار بنائے۔

(۲) میرے گھر میں خدا کے فضل سے ۹ مئی ۱۹۲۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس کا نام رشیدہ تجویز فرمایا۔ احباب دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولودہ کو نیک بنائے۔ (ڈاکٹر غلام غوث قادیان)

(۳) اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے منیر احمد نام رکھا۔ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ خادم دین بنائے (نذیر احمد احمدی کوٹھی نواب لوہارو دہلی)

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے دوسرا لڑکا عطاء کیا ہے۔ احباب اس کی درازی عمر اور صالح ہونے کی دعا فرمائیں۔ (امیر الدین احمدی از لنگیری)

(۵) ۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لڑکی عطا کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے لڑکی کا نام رضیہ رکھا۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ لڑکی کو نیک اور صالح بنائے۔ (خاکسار سراج الدین احمد۔ ہندو باغ)

دُعا مغفرت

(۱) ڈاکٹر عبد اللہ صاحب احمدی نیروبی کا سب سے بڑا لڑکا بشیر احمد اپنے بوڑھے والدین کو داغ مفارقت دیکر حقیقی خالق سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صالح نوجوان احمدی تھا۔ احمدی بھائیوں سے درخواست ہے۔ کہ مرحوم کے لئے دعا خیر فرمادیں۔ حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ۴۰ روپیہ بھیجے ہیں تا کسی غریب کو مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے دیئے جائیں۔ (عبد العزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ نیروبی افریقہ)

(۲) مسمی فتح علی ولد محمود قوم گجر کٹھانہ نے ۸ مئی مرض تپ دق سے دار فانی کو چھوڑ کر دار بقا کی راہ لی۔ دعا مغفرت کی جائے۔ (عبد المالک سکرٹری کٹھانہ)

(۳) اس عاجز کی اہلیہ بتاریخ ۵/۲۷ بوقت مغرب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئی۔ مرحومہ نہایت ہی مخلص احمدی دیندار اور تبلیغ کا جوش رکھنے والی تھی۔ مرحومہ کی عمر ۲۹ سال کے قریب تھی۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ درد دل سے دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو غریق رحمت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور اس کی اولاد کو متقی۔ صالح۔ خادم دین بنائے۔ (محمد اکبر از ڈیرہ غازی خان)

(۴) ملک چراغ دین صاحب جو کہ بصرہ کے ریلوے پولیس میں انسپکٹر ہیں۔ اور آج کل رخصت پر اپنے وطن سیالکوٹ آئے ہوئے ہیں۔ ان کا اکلوتا جوان بیٹا فوت ہوگیا ہے جس کا نام محمد ظہور الدین تھا۔ قابل رشک مخلص جوش تبلیغ رکھنے والا نوجوان تھا۔ بصرے میں ہی احمدیت کو قبول کیا تھا۔ اور وہاں غیر احمدیوں کی مخالفت کا بڑے عزم و بہادری سے مقابلہ کیا۔ خود ملک صاحب اپنے بچے کے اندر نمایاں تغیر کو دیکھ کر اور اس کے رات دن کے تبلیغی جوش سے متاثر ہو کر گذشتہ سال احمدی ہوئے تھے۔ عزیز محمد ظہور الدین کو تبلیغ حق کے لئے اتنا جوش تھا۔ کہ سل سے بیمار تھا۔ مگر گذشتہ جلسہ سالانہ پر اپنی والدہ اور اپنے دیگر اقرباء کو حق دکھانے کے لئے یہاں لایا۔ اور ہر ایک سے یہی درخواست کی۔ کہ دعا کریں۔ کسی طرح میری والدہ اور چچا وغیرہ کو بھی ہدایت ہو جائے۔ ایسے نوجوان کی جدائی باعث افسوس ہے۔ احباب سے عزیز اور اس کے اقرباء کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔ (زین العابدین)

(۵) میری اہلیہ ۱۲ مئی اس دار فانی سے رحلت کر گئیں۔ احباب مرحومہ کے لئے دعا مغفرت کریں۔ مرحومہ ایک مضبوط دل کی اور مخلص عورت تھی۔ (خاکسار غلام محمد گرداور قانونگو حلقہ ماہلپور)

قادیان میں تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ

زیر اہتمام دیانندمت کھنڈن سبھا قادیان جن تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ وہ خدا کے فضل [illegible] سے اس وقت تک چودہ لیکچر ہو چکے ہیں۔ چونکہ پہلی رپورٹ میں چھ لیکچروں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس لئے باقی آٹھ کی رپورٹ حسب ذیل ہے۔

ساتواں لیکچر۔ زیر صدارت جناب سید عبد الستار شاہ صاحب ڈاکٹر شاہ نواز صاحب نے دیا۔ مضمون "گوشت خوری" تھا۔ جس میں از روئے طب گوشت کو انسانی خوراک ثابت کیا گیا۔

آٹھواں لیکچر۔ جناب میر قاسم علی صاحب نے دیا۔ پہلے مسئلہ "گوشت خوری" پر عقلی دلائل سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں "آریہ سماج کی تعلیم" پر تقریر فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ سماجک تعلیم عالمگیر کہلانے کے قابل نہیں۔

نواں لیکچر۔ زیر صدارت جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل محلہ دار الرحمت میں ماسٹر محمد عمر صاحب نے "ویدک جہاد" پر دیا۔ جو دلچسپی سے سُنا گیا۔

دسواں لیکچر۔ بھی اسی رات حضرت حافظ روشن علی صاحب نے اس مضمون پر دیا۔ کہ "کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے" جس میں آریوں کے جاہلانہ اعتراضوں کا کماحقہٗ ازالہ فرمایا۔

چونکہ مقررہ پروگرام یہ تھا۔ کہ چار دن مسجد اقصےٰ میں چار دن دار الرحمت میں لیکچر ہوں۔ اور اس کے بعد دار الفضل میں۔ اس لئے

گیارہواں لیکچر محلہ دار الفضل میں ہوا۔ صدر جلسہ جناب میر قاسم علی صاحب تھے اور لیکچرار حضرت حافظ روشن علی صاحب۔ مضمون تھا "قرآن کریم ہی کامل الہامی کتاب ہے"۔ چونکہ مضمون رات کے گیارہ بج جانے پر بھی ختم نہ ہو سکا تھا۔ اسلئے سامعین کے اصرار پر دوسرے دن

بارہواں لیکچر بھی اسی مضمون پر زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب حضرت حافظ صاحب نے دیا۔

تیرہواں لیکچر۔ حافظ صاحب کی تقریر سے پہلے اسی رات ماسٹر محمد عمر صاحب نے بھی تقریر کی جس میں ثابت کیا کہ وید جانہیں تین ہیں۔

چودھواں لیکچر زیر صدارت ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی۔ اے مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا "مسئلہ نجات" پر ہوا۔ خدا کے فضل وکرم سے ان لیکچروں میں قادیان کی احمدیہ پبلک روز بروز زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہی ہے اور مردوں کے علاوہ عورتیں بھی خاص تعداد میں شریک ہوتی ہیں۔

میں ملک غلام حسین صاحب محلہ دار الرحمت کے دوسرے احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے جلسوں کی پررونق بنانے میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اسی طرح فضل محمد صاحب [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۳۱ مئی ۱۹۲۷ء

تمام مسلمانوں کے اتحاد کی تحریک

موجودہ خطرناک ایام میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کو مخالفین اسلام کا متفقہ اور متحدہ مقابلہ کرنے کی جو تحریک امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کی گئی ہے۔ اور جس کی پذیرائی کے لئے ہر طرف سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس کے متعلق معاصر زمیندار (۲۷ مئی) کے ادارہ مراسلات میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں دو ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو ممکن ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتی ہوں۔ اس لئے ان کے متعلق ہم اپنا نقطۂ نگاہ کسی قدر وضاحت کیساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایک بات تو یہ لکھی گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کا اتحاد مذہبی ہونا چاہیئے۔ نہ کہ سیاسی۔ اور دوسری یہ کہ سیاسی معاملات میں چونکہ مسلمان ملازمین کو حصہ لینے کی اجازت قانون رائج الوقت نہیں دیتا۔ اس لئے مسلمان ملازمین سرکار کیا کریں۔

پہلی بات کے متعلق گذارش ہے۔ کہ بے شک تمام مسلمانوں میں مذہبی اتحاد ہی ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن مسلمانوں کا وہ مذہبی اتحاد جو سینکڑوں سالوں میں پراگندہ ہوا۔ اسکا جھٹ پٹ حاصل کر لینا ممکنات میں سے نہیں۔ اس کے لئے ایک عرصہ تک مخلصانہ کوشش اور سعی کی ضرورت ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک عظیم الشان عمارت کی تخریب اور بربادی کے لئے جس قدر عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اس سے بہت زیادہ مدت اس کی تعمیر اور مرمت کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

اس اصل کو مدنظر رکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام نے اتحاد و اتفاق کا جو قصر مسلمانوں میں تعمیر کیا تھا۔ اور جو سینکڑوں سالوں کے اندرونی اور بیرونی سیلابوں کے تھپیڑوں اور پر زور آندھیوں کے جھونکوں سے بوسیدہ ہو کر سرنگوں ہو چکا ہے۔ اس کی دوبارہ تعمیر کسی جادو کی چھڑی سے ممکن نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ایک لمبے عرصہ کی تگ و دو اور محنت و کوشش کی ضرورت ہے۔ سلسلہ احمدیہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اسی مقصد اور مدعا کو لیکر کھڑا ہوا ہے۔ اور اگر ہم تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ نے اپنی عمر کے لحاظ سے اپنے حلقہ اثر کے اندر مذہبی اتحاد پیدا کر نیکا جو نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ بے نظیر ہے۔ تو اس میں کچھ بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ پس کم از کم جماعت احمدیہ کے سامنے یہ بات پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ مسلمانوں کا اتحاد مذہبی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ سے بڑھکر وہ ملک کی نہ اس اتحاد کی اہمیت سے واقف ہے۔ اور نہ اس سے بڑھکر اس کے لئے کوشاں ہے۔ مگر دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ جب اس اتحاد کے لئے ایک لمبے عرصہ تک انتظار کی ضرورت ہے۔ اور حالات و واقعات زمانہ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مخالف طاقتوں کے تباہ کن حملہ سے بچنے کے لئے جلد سے جلد کوئی انتظام کیا جائے۔ اور منتشر طاقتوں کو ایک نقطہ پر جمع کر کے دشمن کے اندفاع کا کام لیا جائے۔ تو اس کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ آیا غیر مسلم طاقتوں کے حملوں سے غافل رہ کر اس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جب تمام مسلمانوں میں "اتحاد مذہبی" ہو جائے۔ یا مل کر حملہ آوروں کی یورش کو ناکام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر اول الذکر صورت اختیار کی جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان مخالفین کے سیلاب میں اسی طرح بہ جائیں گے۔ جس طرح پراگندہ اور منتشر خس و خاشاک بہ جاتا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ مسلمان ہی نہ رہیں گے۔ تو ان کا مذہبی اتحاد کیسا۔ لیکن اگر وہ سارے کے سارے مل کر ایک آہنی دیوار کی طرح کھڑے ہو جائیں گے۔ تو سیلاب کا رخ ہمیشہ کے لئے دوسری طرف پھیر دیں گے۔ اور جب سیلاب اتر گیا۔ آندھی تھم گئی۔ باد مخالف رک گئی۔ تو پھر ان کے لئے موقعہ ہوگا۔ کہ اپنے مذہبی اختلافات دور کر کے ایک نقطہ پر جمع ہو سکیں۔

پس اس وقت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمام مسلمانوں کو جس اتحاد کی دعوت دی ہے۔ وہ اس لئے نہیں دی کہ آپ مذہبی اتحاد کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس لئے دی ہے کہ اس وقت ان مخالف طاقتوں کو جو مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ تمام مسلمان کہلانے والوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اور سب مسلمانوں کو صفحہ ہند سے مٹا دینا چاہتی ہیں۔ شکست دے کر مسلمانوں کے زندہ رہنے کی صورت پیدا کی جائے اور جب یہ خطرہ دور ہو جائیگا۔ تو مسلمانوں کا مذہبی اتحاد آسانی اور سہولت کے ساتھ ہو سکیگا۔

پس ہر اس شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہے۔ متحد اور متفق ہو کر پیش آمدہ خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ رہی یہ بات کہ مسلمان ملازمین سرکار اس اتحاد میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔ کیونکہ قانون رائج الوقت انہیں سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ درست نہیں ہے۔ قانون رائج الوقت سرکاری ملازمین کو صرف ان سیاسی معاملات میں حصہ لینے سے روکتا ہے۔ جو گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ سیاسی اتحاد گورنمنٹ کے مقابلہ میں نہیں۔ بلکہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہے۔ جو مسلمانوں کو بہ حیثیت قوم مٹانے کے لئے کھڑی ہوئی ہیں۔ اگر قانون رائج الوقت کسی آریہ ملازم سرکار کو کسی سناتنی ملازم سرکار کو کسی جینی ملازم سرکار کو مسلمانوں کے مقابلہ میں آپس میں متحد ہونے سے نہیں روکتا۔ تو مسلمان ملازمین کو کیونکر روک سکتا ہے۔ کیا ہر فرقہ کے ہندو مسلمانوں کے مقابلہ متحد ہو چکے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہو چکے ہیں۔ اور یقیناً ہو چکے ہیں۔ تو مسلمان اس قسم کے بزدلانہ خیالات کو کیوں اپنے دلوں میں جگہ دیکر ہراساں ہو رہے ہیں۔ انہیں ہمت اور جرأت سے کام لینا چاہیئے۔

گائے کی قربانی اور مسلمان

عید اضحےٰ مسلمانوں کے لئے ایک خوشی کی تقریب ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے برادران وطن نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ سے جوں جوں یہ تقریب قریب آتی جاتی ہے۔ فکر و تشویش میں اس خیال سے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کہ نا معلوم کہاں کہاں بیچارے مسلمانوں کو اس تقریب کی خوشی منانے کی بجائے ماتم کرنا پڑے گا۔ اگر ہندو صاحبان ذرا بھی رواداری اور انصاف پسندی سے کام لیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی سے روکنا اور اس بنا پر فتنہ و فساد برپا کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ گائے اگر متبرک ہے۔ تو ہندوؤں کے نزدیک۔ مسلمانوں کو اس کی اس قسم کی تقدیس کا جبراً قائل کرنا اسی طرح نامناسب ہے۔ جس طرح مسلمانوں کا ہندوؤں کو زبردستی گائے کے متعلق اپنا ہم خیال بنانا۔ لیکن اس بات پر تو وہ غور کریں جنہیں انصاف سے کام لینا ہو۔ جو معقولیت کی بجائے قوت بازو سے کام لینے کا گھمنڈ رکھتے ہوں۔ ان سے اس قسم کی توقع فضول ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو یہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ قانون کے اندر رہ کر گائے کی قربانی کی جائے۔ اور جہاں اس وجہ سے فتنہ پیدا ہونے کا ڈر ہو۔ وہاں دوسرے جانوروں کی قربانی دے دی جائے۔ اس سے قربانی کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ اور مسلمان ان خطرات سے بچ جائیں۔ جو ہندوؤں کی طرف سے فتنہ و فساد کھڑا کر کے مسلمانوں کی طاقت کو کچلنے کے لئے پیدا کئے جاتے ہیں۔

مدرسہ دیوبند کی حالت

معاصر مدینہ کے ایڈیٹر صاحب جو پچھلے دنوں بذات خود دیوبند اس لئے گئے تھے۔ کہ وہاں کی حالت بچشم خود دیکھ کر صحیح رائے قائم کریں۔ اپنے ۱۷ مئی کے پرچہ میں لکھتے ہیں۔

"بے رو رعایت مطالعہ حالات کے لئے دارالعلوم دیوبند پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے والا مبصر بھی آخر اس نتیجے پر پہنچتا ہے۔ کہ امت مسلمہ کے اس محبوب محترم دارالعلوم دیوبند کا جسم امراض و مفاسد کا المناک گھروندا ہے۔ کوئی عضو ایسا نہیں جسے تندرست و صحیح الحال کہا جا سکے۔ لیکن تیمار داراں فارغ البال کی بے قدری و بے اعتنائی اور اگر بزرگان امت کی طبع نازک پر گراں نہ گذرے۔ تو استبداد و خود رائی کا یہ عالم ہے۔ کہ ظاہری لیپ پوت اور زمانہ سازانہ دفتری جواب طرازیوں کے ذریعہ سے اخفائے حال کی کوشش میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی اصلاح سے زیادہ ذاتی عزت و جاہ اور حریفان اصلاح پسند کو نیچا دکھانے کا جذبہ کارفرما ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ امراض کے مواد فاسدہ اندر ہی اندر دارالعلوم کی انتظامی کل کو گھن کی طرح کھائے جا رہے ہیں۔ بے چینی بڑھ رہی ہے۔ تشویش زیادہ ہو رہی ہے۔ طلبہ کی تکالیف میں اضافہ ہے۔ شوق علم کی کمی ہے۔ حسن عقیدت کی متاع لٹ رہی ہے۔ اور زوال و انحطاط کے آثار رونما ہیں۔ اس مریض کا انجام کیسے معلوم نہیں۔"

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی اس قدیمی درسگاہ کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہو کر نئے تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پختہ کر رہی ہے۔ کہ علماء کہلانے والے انتظامی قابلیت سے یکسر محروم ہو چکے ہیں۔ اگر ارادہ میں خلوص اور نیت نیک ہو۔ تو ایک درسگاہ کا انتظام کونسا مشکل کام ہے۔

پانی پت کے مسلمان اور قربانی گاؤ

پانی پت کے مسلمان ہمیشہ سے اپنے گھروں میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر گائے کی قربانی کیا کرتے تھے۔ لیکن ۱۹۲۳ء سے ہندوؤں نے اس کی مخالفت شروع کی۔ اور اس بناء پر کئی مسلمانوں پر پنجاب لاز ایکٹ کی دفعہ ۳۰ کے ماتحت مقدمے دائر کر دئے۔ اس دفعہ کا منشاء یہ ہے۔ کہ کوئی گائے ذبح نہ کی جائے اور اس کا گوشت فروخت نہ کیا جائیگا سوا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت سے یا کسی مقام مقررہ پر۔

۱۹۲۵ء کی عید الضحیٰ پر اپنے گھروں میں قربانی کرنے کی وجہ سے ہندوؤں کی طرف سے سات آٹھ مسلمانوں پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ سپیشل مجسٹریٹ نے باقی ملزموں کو بری کرتے ہوئے دو پر اکیاون اکیاون روپئے جرمانہ کیا۔ اس فیصلہ کا اپیل سشن جج انبالہ کی عدالت میں دائر کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ سشن جج نے مسلمانوں کو بری کر دیا اور اپنے فیصلہ میں وضاحت کے ساتھ لکھا۔ کہ دفعہ ۳۰ کا اطلاق صرف ان گایوں پر ہوتا ہے۔ جو بغرض تجارت اور برائے فروخت ذبح کی جائیں۔ قربانی۔ عقیقہ۔ صدقہ۔ سنت اور بیاہ شادی کے مواقع پر جو چوپائے ذبح کئے جاتے ہیں۔ ان پر یہ دفعہ ہرگز عائد نہیں ہو سکتی۔

اس فیصلہ کے خلاف خود گورنمنٹ نے عدالت عالیہ پنجاب میں اپیل کیا۔ جس پر دو مسلمانوں پر ایک ایک روپیہ جرمانہ کی سزا عائد کی گئی۔ گویا ان کو مجرم قرار دیا گیا۔ اور اس فیصلہ کے بعد مسلمانان پانی پت کے لئے پہلے طریق پر قربانی کرنا جرم ہو گیا۔ جس سے ان میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہونا قدرتی بات تھی۔ گذشتہ سال عید الضحیٰ کے موقعہ پر بھی انہوں نے اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اور اب کے پھر وہ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ اور جو احکام قربانی گائے کے متعلق ان کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ ان کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے موقعہ پر ہم مسلمانان پانی پت کو یہ مشورہ دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ آئینی جدوجہد سے ہرگز ایک قدم بھی آگے نہ بڑھائیں۔ اس کا نتیجہ سوائے سخت نقصان کے اور کچھ نہ ہو گا۔ بلاشبہ سالہا سال کے ایک حق کے زائل ہونے سے صدمہ و رنج پہنچنا لازمی ہے۔ لیکن طریق وہ اختیار کرنا چاہیئے۔ جس سے اس صدمہ میں تخفیف ہو۔ نہ کہ اس سے بڑھکر مصیبت آپڑے۔ اور سب سے ضروری بات تو یہ ہے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کو حکومت کے مقابلہ میں کوئی قدم ایسا نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جس سے ان کی طاقت کو جو ہندوؤں کے مقابلہ میں پہلے ہی بہت کمزور ہے۔ نقصان پہنچے۔ اس وقت مسلمانوں کو اپنی ساری طاقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی قوم کی حفاظت اور ترقی کے لئے صرف کرنی چاہیئے۔

مسلمان لیڈروں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ یہ بات مسلمانان پانی پت کے اچھی طرح ذہن نشین کرا دیں۔ تاکہ وہ کسی ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ جو نہ صرف ان کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے رنج و صدمہ کا باعث ہو۔

نزاکت حالات کا اقتضاء

اسی اخبار کے مقالہ افتتاحیہ میں ہمیں اس اتحاد و اتفاق کی ضرورت کی کسی قدر تشریح کرنی پڑی ہے۔ جس کی دعوت حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج سے بہت عرصہ قبل مسلمانوں کو دی تھی۔ اور اب حالات اور واقعات کے بہت زیادہ خطرناک ہو جانے کی وجہ سے اس کی طرف مزید توجہ دلائی ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ دور اندیش اور درد مند مسلمان اس قسم کے اتحاد کی ضرورت عام مسلمانوں کے ذہن نشین کرانے کی سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ معزز ہم عصر مدینہ (۲۱ مئی) نے اس کے متعلق اپنے ایک پُر زور ایڈیٹوریل میں لکھا ہے۔

"عقائد و اعمال کے تمام اختلافات فرعی کو بحالہ قائم رکھتے ہوئے مناظروں اور مباحثوں کو بدستور جاری رکھتے ہوئے علمی و کلامی جنگوں کو بدستور قائم رکھتے ہوئے بھی ہم سیاسی و ملکی اعتبار سے اتحاد عمل کے لئے ایک دستور ایک آئین۔ ایک ضابطہ تیار کریں۔ اور اختلافات فرعی و ذاتی کو اس میں قطعاً دخل نہ دیں قوم کے ہر طبقے سے چیدہ آدمیوں کو منتخب کر کے ایک مجلس ابتدائی بنائیں۔ جو ہمارے موجودہ تشویش انگیز حالات میں رہائی و رستگاری کی راہ سوچے۔ محمد علی جناح اور حاجی محمد علی۔ سر فضل حسین اور ظفر علی خان۔ سر عبدالرحیم۔ اور مولانا ابوالکلام۔ مولوی ثناء اللہ۔ اور مرزا محمود احمد۔ مولانا انور شاہ اور مولوی محمد علی ایم۔ اے۔ یہ سب شیر اور بکریاں اسلامی حقوق و مفادات کے ایک گھاٹ پر پانی پئیں۔ اور کشتی امت کو سلامت پار لے جانے کی سعی کریں۔"

اگر سب مسلمان لیڈر اس مقصد کے لئے تیار ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمانوں میں وہ اتحاد اور اتفاق نہ پیدا ہو جائے۔ جو نزاکت حالات کا اقتضاء ہے۔

ذبح البقر اور ہندو

ہندوؤں کے مشہور اخبار بندے ماترم (۱۷ مئی) نے ہندوؤں کو ذبح البقر کے متعلق ایک ضروری نصیحت کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"ہم اپنے ہندو بھائیوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے برادران وطن کی اس قسم کی حرکات سے اشتعال میں نہ آنا چاہیئے۔ ان کا فرض گئو رکھشا ہے وہ اس فرض کو بطریق احسن انجام دیتے جائیں۔ لیکن وہ تمام دنیا سے اپنے اس عقیدہ کو بزور نہیں منوا سکتے ہیں۔ خود ہمارے ہندوستان میں گو وہ افواج کیلئے روزانہ ہزاروں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اسلئے انہیں مسلمانوں کو اس معاملہ کے متعلق کچھ نہ کہنا چاہیئے۔"

اگر ہندو اس نہایت معقول نصیحت پر عمل کریں۔ تو نہ صرف یہ کہ ہر سال جو قیمتی جانیں گائے کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں۔ وہ بچ جائیں بلکہ گائے کی قربانی میں بھی یقیناً بہت کمی واقع ہو جائے۔ کیونکہ جب ہندو زبردستی مسلمانوں کو انکے ایک حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ اپنے حق کو تلف نہ ہونے دیں۔ لیکن اگر اس قسم کا خطرہ نہ ہو اور ہندو صاحبان دیگر معاملات میں مثلاً مسجد کے قریب نماز کے وقت باجا نہ بجانے۔ اپنی قوم کے مجرموں کی بے جا حمایت نہ کرنے وغیرہ میں رواداری کا برتاؤ کریں۔ تو یقیناً مسلمان بھی ان کی خاطر گائے کی بجائے دوسرے جانوروں کی قربانی کو مقدم کر سکتے ہیں۔

پنجاب میں مسلمان گداگر اور آوارہ گرد

مسلمان یہ سن کر حیران ہونگے۔ کہ صرف پنجاب میں مسلمان گداگروں اور آوارہ گردوں کی تعداد ... ۳۸۰۰ شمار کی گئی ہے۔ جبکہ اسی قسم کے غیر مسلم لوگوں کی تعداد صرف ڈیڑھ لاکھ ہے۔ مسلمانوں جیسی غریب اور مقروض قوم پر قریباً ساڑھے چار لاکھ افراد کا بار اتنا بڑا بوجھ ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا پنپنا محال ہو رہا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کو کام پر لگانے کا انتظام کیا جائے تو وہ صرف خود عمدہ اور شریفانہ طرز پر زندگی بسر کر سکیں۔ بلکہ اپنی قوم کے لئے بھی مفید ثابت ہوں۔ درد مند مسلمانوں کو ہر جگہ ایسے لوگوں کی تعداد کو کم کرنے اور انہیں اپنی معاش آپ مہیا کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ مسلمانوں کا اتنا بڑا حصہ جو بے کار پڑا ہے کارآمد ثابت ہو سکے

ضلع سیالکوٹ کے اچھوت آریوں کے قبضہ میں

سیالکوٹ کے ضلع میں ادنیٰ اقوام کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ مردم شماری کے لحاظ سے میگھ چھ ہزار۔ ڈوم ۹ ہزار چمار ۸ ہزار۔ بٹوال دس ہزار کے قریب بستے ہیں۔ ان لوگوں کو شدھ کرنے کے لئے آریہ کئی سال سے نہایت سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔ اور تازہ رپورٹ جو اس بارے میں ان کی طرف سے ۲۲ مئی کے اخبار "پرکاش" میں شائع کی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ میگھ تمام کے تمام شدھ ہو چکے ہیں۔ ڈوموں کا بہت بڑا حصہ بھی آریہ بن چکا ہے۔ البتہ چمار اور بٹوال بڑی حد تک بچے ہوئے ہیں۔ لیکن آریوں کی سرگرمیوں کے مقابلہ میں ان کا زیادہ عرصہ اڑے رہنا ممکن نہیں۔ رپورٹ میں لکھا ہے "منڈل نے اس تھوڑے عرصہ میں یعنی ڈھائی سال میں جب سے یہ قائم ہوا ہے تقریباً آٹھ ہزار استری پرشوں کو ویدبانی کا امرت پلا کر ان کی آتماؤں کو شانتی دی ہے۔ اب منڈل کا دائرہ کام بہت وسیع ہو گیا ہے"۔

کیا ادنیٰ اقوام کے متعلق آریوں کی یہ سرگرمیاں مسلمانوں کے لئے باعث شرم و ندامت نہیں۔ سنا ہے۔ بٹوال قوم کے پانچ چھ سو افراد مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بھی مسلمانوں کی بے حسی کا شکار ہو گئے۔ کسی نے ان کی خبر گیری نہ کی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہ کیا گیا ان کے لئے ذرائع معاش کی سہولتیں مہیا کرنے کی کوشش نہ کی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کو بھی آریوں نے اپنے قبضہ میں کیا اور سوائے چند ایک کے باقی سب آریوں کی شدھی کا شکار ہو گئے۔

تمام مسلمانوں کو عموماً اور ضلع سیالکوٹ کے مسلمانوں کو خصوصاً ان اچھوت اقوام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر یہ سب کے سب لوگ آریوں کے قبضہ میں چلے گئے۔ تو آریہ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کو بھی اپنے رنگ میں رنگین کر لیں گے۔ اور پھر مسلمانوں کو قدر عافیت معلوم ہو گی۔

خواجہ حسن نظامی صاحب اور جماعت احمدیہ

چند دن ہوئے "الفضل" میں چند سطور کا ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس میں یہ ذکر تھا۔ کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے گجرات کے ایک مہارانا کے متعلق بعض اعلانوں سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی۔ کہ مہارانا اب مسلمان ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے آباء اجداد نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور اس سے جلد جوش میں آنے اور بلا محنت کامیاب ہونے کے خواہش مند مسلمانوں کو بے محل خوشی منانے کا موقع ملا۔ لیکن اس بنا پر خواجہ صاحب کی ان کوششوں کی تخفیف کرنا جو انہوں نے مہارانا صاحب اور ان کی قوم کو مسلمان بنائے رکھنے کے متعلق کیں مناسب نہیں کیونکہ مہارانا اور ان کی قوم اسلام سے قطعاً بیگانہ ہو چکی تھی۔ کہ اب انہوں نے خواجہ صاحب کے ذریعہ مسلمانوں کے ساتھ اپنا تعلق نئے سرے سے جوڑا ہے۔

خواجہ صاحب ہمارے اس نوٹ کو اپنی اس دلکش کتاب میں درج کرتے ہوئے جو انہوں نے "مسلمان مہارانا" کے نام سے شائع کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

"اگرچہ میں قادیانی عقیدہ کا نہیں ہوں۔ نہ کسی قسم کا میلان میرے دل میں قادیانی جماعت کی طرف ہے۔ لیکن میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ قادیانی جماعت اسلام کے حریفوں کے مقابلہ میں بہت مؤثر اور پر زور کام کر رہی ہے۔ اور اس جماعت کے اخبار الفضل نے جو کچھ مہارانا کی نسبت اور میری نسبت لکھا ہے اس سے اس جماعت کی دانشمندی اور محبت اسلام ظاہر ہوتی ہے"۔

ہمیں بعض اوقات خواجہ صاحب کی بعض باتوں سے شدید اختلاف کرنا پڑا ہے۔ مگر نیک نیتی کی بنا پر۔ لیکن آریوں کے مقابلہ میں وہ جس سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ ہم اسے بہت غنیمت سمجھتے ہیں۔ کاش دوسرے پیر اور گدی نشین بھی بیدار ہوں اور وقت کی ضرورت سمجھ کر اسلام کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ کریں۔ ہندوستان کے تمام علاقوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو پیری مریدی کا سلسلہ رکھتے ہیں اور اپنے پیروؤں کی تعداد لاکھوں تک بتاتے ہیں اگر وہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فرض ادا کریں۔ اور اپنے حلقہ بگوشوں کو اس کی طرف متوجہ کریں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

ہندو عورتوں کی کٹاربندی

ایک گذشتہ پرچہ میں نجیب آباد کی یہ خبر درج کی جاچکی ہے کہ وہاں کی آریہ اور ہندو عورتوں نے ایک جلوس نکالا۔ جس میں عورتیں شدھی کے متعلق سریلی آواز سے گیت گا گا کر لوگوں کو سنا رہی اور "اب تو شدھی کا جھنڈا اٹھائیں گی ہم" کے نعرے لگا رہی تھیں۔ اگرچہ ان کی حفاظت کے لئے سیوا سمتی کے جان نثار اور سماجی دیدہ ور بھی ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ لیکن بہت سی عورتیں اور لڑکیاں بالفاظ ملاپ (۱۸ مئی) سویم سیوک حفاظت (حفاظت خود اختیاری) کے لئے کٹار لگائے ہوئے تھیں۔

کوئی عجب نہیں۔ اگر سکھوں کی تقلید میں آریوں نے کٹار بند ہونے کی ابتدا "اپنی لڑکیوں اور استریوں" سے شروع کی ہو۔ اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد کٹار بندی کو اپنے جلوس کے لئے ایسا ہی مذہبی نشان قرار دے لیں۔ جس طرح باجہ کو قرار دے چکے ہیں۔ ایسی حالت میں جبکہ آریہ اور ہندو کٹار اور خنجر سنبھالے جا رہے ہیں۔ کیا وہ قوم جو تیغوں کے سایہ میں پل کر جوان ہوئی۔ تلوار سے محروم ہی رہیگی۔ مسلمانوں کو اس بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اور اپنی حفاظت کے سامان مہیا کرنے میں آئینی جدوجہد سے کام لینا چاہیئے۔

علیگڈھ میں انجمن اتحاد المسلمین

علیگڈھ میں نواب سر مزمل اللہ خاں صاحب اور نواب بہادر عبد السمیع خاں صاحب کی سرپرستی میں ایک انجمن اتحاد المسلمین قائم ہوئی ہے۔ جس کا اولین فرض "اہل اسلام کے تمام فرقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا" قرار دیا گیا ہے۔

اس قسم کے اتحاد و اتفاق کی اس وقت مسلمانوں کو جس قدر ضرورت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر مقام پر اسی قسم کی انجمنیں بنائی جائیں۔ جیسی علیگڈھ میں بنائی گئی ہے۔ ہم علیگڈھ کے ان سربرآوردہ مسلمانوں سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ جس مقصد کو مدنظر رکھ کر انہوں نے انجمن اتحاد المسلمین کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے لئے پوری پوری سرگرمی اور کوشش سے کام لیں گے۔ اور اپنے نمونہ سے دیگر مقامات کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرینگے۔

ایسی انجمنوں کو چاہیئے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے ساتھ ہی مسلمانوں کو مذہبی اور سیاسی حفاظت اور اسلام کی اشاعت کو بھی اپنے مقاصد میں داخل کریں۔ اور اس کے لئے قابل اور تجربہ کار مبلغین اسلام کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

اسلام کی آواز

آج اسلام کی جو حالت ہے۔ وہ مسلمانوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ ایک طرف ہندوستان کو مسیحیت کھاتی چلی جاتی ہے۔ تو دوسری طرف ہندومت۔ حکومت پہلے ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سے جا چکی ہے۔ مگر اب وہ غلامی کے بھی ناقابل سمجھے گئے ہیں۔ ارتداد یا اخراج دو صورتیں ہندو صاحبان کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ اور علی الاعلان کہا جاتا ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے ایک نہ ایک ان کو قبول کرنی ہوگی یا مرتد ہو کر توحید کی پاک تعلیم کو چھوڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات باکمال سے تعلق محبت کو توڑ کر ہزاروں بتوں کا بندہ بننا ہوگا اور نامعلوم الاسم رشیوں کے دامن سے وابستگی کرنی ہوگی یا اس ملک سے جس میں وہ ہزاروں سال سے آباد ہیں (اکثر مسلمان ہندوستان کے قدیم باشندوں میں سے ہیں) ہمیشہ کے لئے نکل جانا ہوگا۔ اور ہندوستان کو ہندو مذہب کے پیرووں کے لئے خالی کر دینا ہوگا۔

کیا مسلمان ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا وہ ارتداد اختیار کر سکتے ہیں یا کیا وہ سات کروڑ کی مسلمان آبادی کو کسی اور جگہ جا کر بسا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیا انہوں نے اس امر پر غور کیا ہے۔ کہ ان مصائب سے بچنے کے لئے انہیں کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ ریزولیوشن خواہ کس قدر اخلاص سے پاس کئے جائیں ان سے کچھ نہیں بن سکتا۔ دھمکیاں خواہ کس قدر جوش سے دی جائیں۔ ان سے کچھ نہیں بن سکتا۔ گالیاں خواہ کس قدر غصّہ سے دی جائیں۔ ان سے کچھ بن نہیں سکتا۔ یہ واقع کہ ہر ایک ہندو مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے تیار ہے۔ ایک نہ پوشیدہ ہو سکنے والی صداقت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اور کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ دن گئے جب ہم سمجھتے تھے۔ کہ ہندو مذہب دوسروں کو اپنے اندر شامل نہیں کرتا۔ آج ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے شدھی کی آواز آ رہی ہے۔ کونہ کونہ سے سنگھٹن کی پکار اٹھ رہی ہے۔ اور شدھی کیا ہے؟ صرف اسلام کو مٹا کر اس کی جگہ ہندو مذہب کو قائم کرنے کا نام ہے اور سنگھٹن کیا ہے؟ صرف اس کوشش کو ایک انتظام اور تدبیر کے ساتھ کرنے کا ذریعہ ہے۔ ان تدابیر کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج مسلمان اس قدر کمزور ہو رہے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ ہزاروں آدمی جو آج سے چند ماہ پہلے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا اپنے لئے نجات کا موجب سمجھتے تھے آج پتھر کے بتوں کے آگے جھکنا فخر خیال کرتے ہیں۔ اور ہزاروں آدمی جو آج سے چند ماہ پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اپنی زندگی کے بہترین اعمال میں سے تصوّر کرتے تھے۔ آج آپ کو گالیاں دینا ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں۔ پنجاب میں کیا۔ سندھ میں کیا۔ یوپی میں کیا۔ اور بنگال میں کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں کلمہ گو اسلام سے الگ ہو کر ہندوؤں میں جا ملے ہیں۔ اور آج ہر ایک میدان مسلمانوں کے لئے کربلا بن رہا ہے۔ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

اس تحریک کے اثر کے نیچے کئی گھر برباد ہو گئے ہیں۔ بچّے ماؤں سے اور بیویاں خاوندوں سے جدا کر دی گئی ہیں۔ ان گھرو‌ں کی چیخ و پکار جو اپنی عورتوں اور بچوں کو دین اسلام کی خدمت کے لئے تیار کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ لیکن جن کی عورتیں مندروں میں اور لڑکے گروکلوں میں جا داخل ہوئے ہیں، پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کر رہی ہے۔ اور اگر یہی حالت دیر تک قائم رہی۔ تو اسلام کا نام اسی طرح ہندوستان سے مٹ جائیگا۔ جس طرح کہ وہ سپین سے مٹ گیا تھا۔ اسلام کے دشمن ہیں وہ لوگ جو ان حالات کو دیکھ کر بھی بیدار نہیں ہوتے اور جاہل ہیں وہ اشخاص جو اس حالت کو مشاہدہ کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کو تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آج مسلمان بیدار نہ ہوئے تو قیامت تک بیدار ہونے کا موقع نہ ملیگا۔ اور ایک دن آئیگا۔ کہ ان کی آنکھیں اس حالت میں کھلیں گی۔ کہ ہندوستان کے آسمان پر شرک کی گرد و غبار کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا۔

بے شک بہت سے مسلمانوں کے دل میں درد ہے اور جلن ہے۔ اور وہ اس حالت کے خلاف غم و غصّہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن غم اور غصہ سے بنتا کیا ہے۔ دشمن ہمارے ریزولیوشنوں کو سن کر اور جوش کو دیکھ کر ہنستا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ میرا مقابلہ اس قوم سے ہے جسے صحیح جدوجہد کے طریق سے آگاہی بھی نہیں۔ اس لئے میری فتح یقینی ہے۔ مسلمانوں کا جھنڈے لیکر جلوس نکالنا یا مسجد کے آگے باجہ لے جانے پر لڑ پڑنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اگر ہر لڑائی میں برابر کے ہندو اور برابر کے مسلمان مارے جائیں۔ نہیں نہیں اگر ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں دو دو ہندو بھی مارے جائیں تو کیا بنیگا۔ یہی کہ سب مسلمانوں کا خاتمہ ہو جانے پر ہندو ہی ہندوستان پر قابض رہینگے کیونکہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں چار چار ہندو ہیں مگر سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ اسلام لڑائیوں اور فساد سے روکتا ہے۔

ہم ان طریقوں سے اسلام کی خدمت کس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اگر ہم خود بھی اسلام کی تعلیم کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ تو دوسروں پر ہماری باتوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ پس ان طریقوں سے بچنا چاہیئے۔ کہ یہ طریقے اسلام کی تعلیم کے خلاف بھی ہیں۔ اور بے فائدہ بھی ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کو امن جبھی نصیب ہو سکتا ہے۔ اگر ایک طرف تو موجودہ مسلمانوں کی تربیت کی جائے اور دوسری طرف ہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے۔ اسلام نے مسلمانوں کی ترقی کا راز ہی تبلیغ میں پوشیدہ رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کی فضیلت ہی دعوۃ الی الخیر کو بتایا ہے۔ فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ تم سب سے اچھی امت ہو۔ کیونکہ تمہیں خدا تعالےٰ نے دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ تم لوگوں کو نیک باتوں کی نصیحت کرتے اور بد باتوں سے روکتے ہو۔

پس اگر مسلمانوں کو امن نصیب ہوگا۔ تو اسی طرح کہ وہ مسلمانوں کی تربیت کریں۔ اور انہیں مرتد ہونے سے بچائیں۔ اور سب سے پہلے ہندوستان کے دیگر مذاہب کے پیرووں کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ اسی ذریعہ سے ملک میں امن ہوگا۔ اور اسی ذریعہ سے اسلام کو دنیا میں غلبہ نصیب ہوگا۔ پس چاہیئے کہ آج سے ہر ایک مسلمان اس فرض کی ادائگی کے لئے تیار ہو جائے۔ چند علماء اس کام کو ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگر علماء پر اس بات کو رکھا گیا۔ تو شکست یقینی ہے۔ فتنہ ہر جگہ رونما ہے۔ اور اس کے لئے ایسی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں کی جائے ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت اگر ارتداد کو روکا نہ گیا اور دعوۃ اسلام نہ دی گئی تو کامیابی کی کوئی امید نہیں۔ پس اس امر کے لئے مسلمانوں کو تیار ہو جانا چاہیئے۔

اے برادران! ذرا غور تو کرو کہ آپ کا ایک بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ تو آپ اس کے لئے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک صبر نہیں کرتے جب تک وہ اچھا نہ ہو جائے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اسلام اس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ دوسرے مذاہب کو کھاتا تھا لوگ اسے کھانے کی فکر میں ہیں۔ آپ کے دل میں حرارت نہیں پیدا ہوتی۔ کیا ایک بچہ جتنی بھی آپ کو اسلام سے محبت نہیں رہی۔ کیا خدا تعالےٰ کے لئے آپ اس قدر قربانی بھی نہیں کر سکتے۔ جس قدر کہ اپنے معمولی دوستوں کے لئے کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ آپ خدا تعالےٰ کے دین کی

مدد کے لئے ایک قدم اٹھائیں گے۔ تو وہ آپ کی مدد کے لئے دو قدم اٹھائیگا۔ اور آپ کے دلوں کو آخر کار اسی نور ایمان سے بھر دیگا جس سے کہ اس نے صحابہؓ کے دلوں کو بھر دیا تھا۔ وہ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے خاص راستوں پر چلا کر اپنے حضور میں لے آتے ہیں۔ پس یقین جانیے کہ اس فتنہ کو اللہ تعالےٰ نے آپ کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ اپنی پرانی دوستی کو آپ سے پھر تازہ کرے۔ اور اپنے قرب کی راہیں آپ کے لئے پھر کھولے پس اٹھو اور خدمت اسلام کے لئے استادہ ہو جاؤ۔ اور اپنی اپنی جگہ پر دشمنان اسلام کے علمی مقابلہ کی تیاری کرنی شروع کر دو۔

میں یہ بھی اعلان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں

کہ موجودہ حالت کو مدنظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی آریوں کے مقابلہ کی ضرورت ہو۔ یا اسلام کی تائید میں لیکچر دلانے کی ضرورت ہو۔ وہاں جلد سے جلد مبلغ بھیجے جائیں۔ پس تمام ہمدردان اسلام کو میں مطلع کرتا ہوں۔ کہ جہاں کہیں بھی دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا ہو یا جہاں کہیں بھی اسلام کی تعلیم سے واقف کر کے مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کی حقیقت پر آگاہ کرنا منظور ہو۔ وہاں جلسہ کا انتظام کر کے صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ فوراً مبلغ بھیجے جائیں گے۔

جن ہمدردان اسلام کے دل میں اسلام کی خدمت کا شوق ہو۔ اور وہ نہ جانتے ہوں۔ کہ کس طرح اپنے گھر پر رہکر اور اپنے کام میں مشغول رہکر وہ خدمت اسلام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ان کے لئے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ "آپ اسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں" پس آپکو چاہیئے کہ فوراً محصول ڈاک دو پیسہ کے ٹکٹ بھیجکر صیغہ ترقی اسلام سے یہ رسالہ مفت طلب کریں۔ اگر کوئی صاحب دو پیسے ڈاک کے لئے بھی خرچ نہ کرنا چاہیں۔ یا ان میں اسقدر بھی توفیق نہ ہو۔ تو ان کا خط ملنے پر انہیں رسالہ مفت اپنے پاس سے ٹکٹ لگا کر بھیجدیا جائیگا۔ یہ اعلان کر کے میں خدا تعالےٰ کے سامنے بری الذمہ ہوں۔ اگر اب بھی مسلمان نہ جاگے۔ تو میں اسکے حضور عرض کر دونگا کہ اے خدا جو کچھ ہم سے ہو سکتا تھا ہم نے کیا۔ مگر یہ تیرے بندے بیدار نہ ہوئے انہوں نے دولت اسلام کو اپنی آنکھوں کے سامنے لٹتا ہوا دیکھا۔ اور حرکت نہ کی خدا و رسول کی ہتک ہوتی ہوئی اپنے کانوں سے سنی۔ لیکن ان کے دلوں میں غیرت نہ پیدا ہوئی۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ اسلام کی آواز بے جواب نہ جائے گی۔ اسلام سے محبت رکھنے والے چاروں طرف سے لبیک کہتے ہوئے آئیں گے۔ اور دیوانہ وار اس کے جھنڈے کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ تب خدا کی نصرت نازل ہوگی۔ اور اس کی محبت جوش میں آئے گی۔ تاریک بادل پھٹ جائیں گے۔ اور اس کے فضل کی شعاعیں دنیا کی تاریکی کو مٹا دیں گی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔
۵ مئی ۱۹۲۶ء

تحریک شدھی کے خطرات ہندو قوم کے لئے

شدھی کی تحریک ایسے لوگوں میں کی جارہی ہے جو ہزارہا سال سے نہایت ہی مفلسی اور جہالت اور ہر طرح سے ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور کروڑوں کی تعداد میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تعداد سات کروڑ ہے۔ اس سات کروڑ کے افلاس اور ذلت رسیدہ لوگوں میں آریہ سماجی اندھا دھند کود پڑے اور اپنی نادانی سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ محض باتیں بنانے اور مسلمانوں کے خلاف ان لوگوں کو اکسانے میں کامیاب ہو جاویں گے۔ لیکن اتنے بڑے اہم کام کے لئے جسقدر تیاری اور سامان اور سب سے بڑھ کر جس قسم کی روح کی ضرورت ہے۔ وہ آریہ سماجی لوگوں میں بالکل نہیں پائی جاتی۔ اس سے خطرہ یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب کروڑہا مظلومین کے جذبات ایک دفعہ جوش میں آگئے۔ اور آریہ لوگوں کی طرف سے ایسے لوگوں کے مطالبات کو پورا کرنے کا کوئی انتظام نہ ہوا۔ تو اسکے نتائج ہندو قوم کیلئے خاصکر اور تمام ہندوستان کیلئے عام طور پر نہایت ہی مضر ہو سکتے ہیں۔ ایک اتنی بڑی قوم اور طاقت کو جس کے اکثر لوگ جاہل اور نادار اور اپنی ذلت کے احساس کے نیچے جوش میں ہوں۔ ان کو اپنی جگہ سے ہلا دینا اور حرکت دے دینا قبل اس کے کہ آریہ سماجی لوگوں کے پاس اس کے لئے کافی سامان ہو۔ نہایت ہی نادانی پر مبنی ہے۔ آریہ لوگوں کے پاس کسی قسم کا بھی سامان ان لوگوں کے جذبات کو تسلی دینے اور مطالبات کو پورا کرنے کے لئے نہیں۔ اور محض نادانی سے ایک خشک بارود کے بہت بڑے ذخیرہ کو آگ لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان لوگوں کو دینی جگہ سے ہلانا اور ترقی کی طرف لے جانا ہندو مذہب کے رسم و رواج کے خلاف ہے۔ ہندو قوم کی تاریخ کے خلاف ہے۔ ہندو مذہب کے تمدن اور خود ہندو مذہب کے خلاف ہے۔ اس لئے آریہ لوگ اس بات کو بہت جلدی محسوس کرینگے۔ کہ انہوں نے سوتے ہوئے سیاہ دیو کو جگا کر اپنے لئے اور اپنی جاتی کے لئے ایک ایسی مصیبت پیدا کر لی ہے۔ کہ جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں پائی گئی۔ پچھلے زمانوں کی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ کہ اس قسم کے مظلوم ہزارہا سال کے دبے ہوئے لوگوں کو اٹھانا بہت بڑی عقلمندی اور بہت بڑے سامان اور بہت بڑے دل و گردہ کا کام ہے۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو ایسے لوگوں میں جب انتباہ پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ انتقام کے جوش میں پہلے پہلے ایسے ہی لوگوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ جو بزعم خود ان کی امداد کر رہے ہوتے ہیں۔ عوام اور جہلاء کے اس قسم کے غدر اور بغاوتوں سے صفحات تاریخ بھرے پڑے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ روس کا عجیب و غریب سانحہ جو کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا ہے۔ عقلمندوں کو سبق سکھانے کے لئے کافی ہے۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایک حد تک ہم اٹھائیں گے۔ اور اس حد تک اٹھائیں گے۔ جہاں تک ہمارے لئے ممکن اور مفید ہو۔ لیکن یہ کیسے طور پر ممکن ہے۔ ایک قوم جس قدر بھی دبی ہوئی حالت میں ہوگی۔ جب اس کو بڑھنے کا موقع ملے تو اسی قدر وہ اوپر بڑھنے کی کوشش کریگی۔ جس قدر کہ وہ گری ہوئی حالت میں تھی۔ اور وہ اپنے انتقام کی کوشش میں جب تک کہ اعلےٰ لوگوں کو نیچے گرا کر ان کی جگہ نہ لے لے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی دم نہ لے گی۔ پس شودروں میں اس وقت تک جو غصہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس سے خطرہ ہے۔ کہ وہ صبر نہ کرینگے۔ جب تک کہ وہ برہمنوں کو ایسے ہی ذلیل نہ کر لیں۔ جیسا کہ برہمنوں نے ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو ذلیل کیا۔ مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ان قوموں کو ہندو مذہب میں شامل کرنے کی تحریک شروع کر دینا بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ اہلیت اور قابلیت اور عملی تجربہ جو مسلمانوں کو حاصل ہے۔ ہندو قوم اس سے بالکل عاری ہے۔ اسلام میں اس بات کی اجازت ہی نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق صریح احکامات موجود ہیں۔ اسلئے مسلمان من حیث القوم و من حیث المذہب اس بات کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور ان کے دل اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ وہ دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ اور اسلامی برادری میں ان کو مناسب اور معزز جگہ دیں۔ برخلاف اس کے ہندو مذہب کا منوجی کے احکام کے ماتحت ہیں کو آریہ اور سناتنی دونوں مانتے ہیں۔ حکم ہے کہ شودر کو شودر ہی رہنے دینا چاہیئے۔ اور اگر وہ دوسرے لوگوں کا چلن اختیار کرے۔ تو اس کے تمام عمل اکارت اور ضائع ہو جاویں گے۔ اسی طرح یہ خیال کر لینا۔ کہ ایک برہمن ایک چمار یا ایک چوہڑے کو اپنی دامادی کا شرف دے سکتا ہے۔ بالکل ناممکن ہے جب تک کہ اس کی موجودہ ذہنیت کو بالکل نہ بدل دیا جائے۔ اسی طرح سیاسیات میں بھی ان کو برابر کے حقوق دینا ہندوؤں کے لئے ناممکن ہے۔ شدھ شدہ شودر کیا کرینگے۔ جبکہ وہ دیکھیں گے کہ ان سے تمام وعدہ جو کئے گئے تھے۔ اور تمام امیدیں جو ان کو دلائی گئی تھیں۔ جھوٹی ہیں۔ تو ہندوستان میں وہ تباہی آئیگی۔ کہ جس کے سامنے روس کی تباہی اور غدر بالکل ہیچ ہے۔ شودر اقوام آخر انسان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان میں وہی خیالات اور احساسات پیدا کئے ہیں۔ جو ایک شریف سے شریف انسان کے دل میں پائے جاتے ہیں۔ پس ہم یہ کس طرح مان سکتے ہیں۔ کہ جب ان میں تھوڑی سی طاقت اور قابلیت بھی پیدا ہو جاوے گی۔ تو وہ اس وقت تک چین نہ لیں گے۔ جب تک ان تمام امتیازات اور خصوصیات کو نہ مٹا دینگے۔ جن پر کہ ہندو قوم کو ناز ہے۔ اور برہمنوں کو چماروں کی زوجیت قبول کرنا پڑے گی۔ اس لئے جب تک ہندو قوم اپنی شدھی نہ کرے۔ اس کو ان سوئے ہوئے لیکن بھوکے شیروں کو

ہمیں دکھانا چاہیئے۔ اور وہ شدھی یہ ہے۔ کہ وہ اپنی ذہنیت میں ایک غیر معمولی اور تغیر عظیم پیدا کریں۔ اور یہ سوائے اسلام کو انتخاب کرنے کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلام اختیار کرنے سے اللہ تعالےٰ کی محبت کا جذبہ باقی تمام ملکی۔ قومی اور سیاسی جذبات کو دبا دیتا ہے اور انسان اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اپنی جان اپنا مال اپنی عزت اپنی رسم و رواج سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے دیکھو عرب کے لوگوں میں بھی قومیت کا بہت خیال تھا۔ لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام زید نامی سے کر دیا۔ اسی مثال کی پیروی میں مسلمان بادشاہوں نے اپنے زر خرید غلاموں کو جب ان میں صلاحیت اور اہلیت دیکھی تو انکو اپنی لڑکیاں نکاح کر دیں۔ اور ان کو اپنی سلطنتوں کا وارث بنا دیا مصر کے مملوک بادشاہ اور ہندوستان کے غلام بادشاہ اس بات پر تاریخی شاہد ہیں۔ ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ آیا وہ اسبات کے لئے تیار ہیں۔ پھر اس کام میں ہاتھ ڈالیں۔ ورنہ ان کے لئے یہ چھیڑ چھاڑ بہت خطرناک ثابت ہوگی۔

[illegible]

دوسری وجہ جس کے لئے میں ہندو قوم کو اپنا ہاتھ روک لینے کے لئے کہتا ہوں۔ اس کی بنا خود غرضی پر ہے۔ اگر ہندوستان کے آریوں کی چھیڑ چھاڑ سے ہڑبونگ مچ گئی۔ اور دوسری قوموں نے قوموں پر چھاپہ [illegible] کی۔ اور [illegible] کی عزت ریزی کی گئی۔ اور دوسری طرف عوام نے بھی ہندوستان کے [illegible] کرنے کی کوشش کی۔ تو اس مصیبت سے مسلمانوں کو بہت صدمہ ہوگا۔ اس لئے میں ان نا مرد مختری ہندوؤں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے آپ پر اچھوت اقوام اور مسلمانوں اور سکھوں کو [illegible] ہندوستان پر رحم کرکے اس خفتہ فتنہ کو نہ جگائیں۔ [illegible] لیکن مصیبت تمام ہندوستان پر آ پڑے گی۔ (فتح محمد سیال ایم۔ اے۔ قادیان)

عیسائیوں کا مباحثہ سے انکار

گوجرانوالہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ایک مشہور قصبہ قلعہ میہاں سنگھ ہے۔ اس علاقہ کی اچھوت قوم جو ہزاروں کی تعداد میں [illegible] عیسائی ہو گئے تھے۔ قلعہ میہاں سنگھ کے مسلمانوں نے ان کو دعوت اسلام دی۔ [illegible] کہ اہل اسلام اور عیسائیوں کے درمیان مناظرہ مقرر ہوا۔ چونکہ [illegible] اہلحدیث مسلمان [illegible] نے اپنے علماء مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب کو بلایا۔ اور عیسائیوں کی طرف سے پادری سلطان محمد پال اور پادری عبدالحق پہنچ گئے۔ مناظرہ کے لئے چھ مضامین مقرر ہوئے۔ اور ۱۸-۱۹ اپریل تاریخیں مقرر کی گئیں۔ چونکہ جہلم کے ان پادریوں کی آمد کو سنکر ہم احمدیوں سے بھی خواہش کا اظہار کیا۔ کہ تم بھی اپنا کوئی مناظر بلاؤ۔ چنانچہ ہمارے مناظر بھی ایک روز پیشتر پہنچ گئے۔ ہم نے حمایت اسلام کے لئے اور دشمن اسلام کے مقابلہ پر تمام مسلمانوں کے ایک ہو جانے کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اہلحدیث سے کہا۔ کہ ہم احمدیوں کو بھی ایک دو مضامین پر عیسائیوں سے مناظرہ کا موقعہ دیا جائے۔ مگر اہلحدیث نے کسی اپنی مصلحت کے ماتحت ہمیں موقعہ دینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے دو مضمون چھوڑ بھی دیئے۔ جو لوگ گرد و نواح سے اور شہر گوجرانوالہ سے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی خواہش کی۔ کہ احمدیوں کو ضرور موقعہ دیا جائے۔ جس کا صرف یہ اثر ہوا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے دوران گفتگو میں جبکہ آرام کے وقت ایک کمرہ میں دونوں فریق کے مناظرین ذوقی باتیں کر رہے تھے۔ پادری عبدالحق سے کہا۔ آپ سے احمدی بھی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تعلّی میں اس وقت کہہ دیا۔ کہ ہم تیار ہیں۔ پادری صاحب کو یہ علم نہ تھا۔ کہ اس جگہ بغل میں ہی احمدی بھی بیٹھے ہیں۔ چنانچہ ہم نے فوراً پادری صاحب کو قابو کر لیا۔ پھر تو بہتیرا اسٹ پٹائے۔ کبھی مضامین کی تعیین پر حجت۔ کبھی مقامی پادریوں کی نارضامندی کا حیلہ۔ کبھی بمبئی میل سے روانہ ہو کر کسی خاص مقام پر پہنچنے کا بہانہ مگر اس وقت ہم نے پادری صاحب کی کوئی حیلہ سازی پیش ہی نہ ہونے دی۔ ہم نے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ جو مضمون چاہو مقرر کرو۔ چنانچہ دو مضامین پادری صاحب نے خود ہی مقرر کر دیئے ایک حضرت مسیح ناصری دوسرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ پہلے تو ہم نے چاہا۔ کہ مناظرہ اسی مقام قلعہ میہاں سنگھ میں ہو۔ مگر پھر اہلحدیث صاحبان نے اپنی کسی مصلحت کے ماتحت اسبات کو تسلیم نہ کیا۔ آخر مقام گوجرانوالہ تجویز ہوا۔ پادری عبدالحق اور یہ خاکسار راقم الحروف انچارج صاحب مشن گوجرانوالہ کے پاس آئے۔ تو انہوں نے منظور کیا۔ اور سکھوں کا گرجا ہال دینے کا وعدہ کیا۔ مناظرہ دو بجے سے سات بجے شام تک ہونا قرار پایا۔ ہم خوشی سے پادری عبدالحق صاحب کی دستخطی تحریر لیکر واپس ہوئے۔ مگر اسی دن رات کے گیارہ بجے ہم کو قلعہ سے پادری صاحب انچارج کا پیغام پہنچا۔ کہ ہم مکان کا انتظام نہیں کر سکتے اس حیلہ کو توڑنے کے لئے خاکسار پھر قلعہ میں پہنچا۔ وہاں پادری عبدالحق ہمیں انچارج صاحب سے دریافت کرو۔ انچارج صاحب فرما دیں۔ پادری عبدالحق صاحب کو منوالو۔ اسی طرح گیارہ بج گئے۔ آخر بہت سے خواہشمند معزز حاضری نے مجھے فرمایا کہ پولیس انسپکٹر صاحب اس جگہ موجود ہیں۔ تم ان سے اجازت حاصل کر لو۔ اور اسی مقام پر پادریوں سے مناظرہ کرو۔ پادری نواب الدین صاحب انچارج نے کئی معززین کے روبرو وعدہ کیا۔ کہ اجازت ہو جانے پر ہم اسجگہ مناظرہ کرینگے۔ میں نے فوراً اسجگہ اجازت حاصل کر لی۔ مگر پادری نواب الدین نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ با مر مجبوری میں نے پادری عبدالحق سے کہا۔ کہ اس وقت بارہ بج چکے ہیں۔ میں گوجرانوالہ جاتا ہوں۔ اور ہم انتظام کرتے ہیں۔ آپ ہی سے پانچ بجے شام مقام گوجرانوالہ مناظرہ کریں۔ چنانچہ ہم نے گوجرانوالہ میں فوراً اپنے مکان پر انتظام کیا۔ منادی کرائی۔ پادری عبدالحق صاحب کو رقعہ بھی بھیجا۔ جس کا انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ ہمارے جلسہ گاہ میں لوگ شوق سے کثرت سے آ گئے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ہم نے ہر چند کوشش کی۔ مگر پادری عبدالحق صاحب نہ تشریف لائے۔ بہت انتظار کے بعد ہمارے مولوی غلام احمد صاحب نے مختصر طور پر اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کر کے دکھایا۔ دوران لیکچر میں عیسائی لوگ بھی جلسہ گاہ میں آ گئے تھے۔ مگر پادری عبدالحق صاحب نہ آئے۔ ہمارے فاضل لیکچرار نے حاضرین میں سے عیسائیوں کو سوال و جواب کے لئے بھی موقعہ دیا۔ مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔

(خاکسار صلاح الدین سکرٹری تبلیغ گوجرانوالہ)

ایک غلط بیانی کی تردید

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان السلام علیکم۔

۲۷ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء کے زمیندار میں صفحہ ۴ پر زیر عنوان "اسلامیات" لال محمد خان کی طرف سے چند سطور اس مضمون کی شائع ہوئی ہیں "گورنمنٹ ہائی سکول مری میں دو ٹیچر احمدی ہیں۔ وہ طلباء میں تبلیغ احمدیت کرتے رہتے ہیں"۔ چونکہ یہ بات بالکل غلط اور سراسر بے بنیاد ہے۔ اس لئے میں آپکو اسکے متعلق صحیح حالات پہنچانا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ اس غلطی کا ازالہ ہو جائے یہ بالکل سچ ہے۔ کہ میرے سکول میں دو ٹیچر احمدی ہیں۔ مگر ان کو طلباء میں تبلیغ کرنیکا نہ تو حق حاصل ہے۔ نہ وہ ایسا کرتے ہیں مجھے خوب علم ہے۔ کہ وہ سکول کے لڑکوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ ہرگز نہیں کرتے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ لال محمد اس سکول کا طالب علم تھا۔ جو امسال آٹھویں جماعت میں فیل ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں آوارہ مزاج لڑکا ہے سالانہ امتحان میں نقل کرتا ہوا پکڑا گیا۔ جرمانہ کی سزا ملی۔ اسکے والد کو اسکے متعلق سال گذشتہ میں چند بار توجہ دلائی گئی تھی۔ مگر بے فائدہ۔ آخر جناب انسپکٹر صاحب بہادر راولپنڈی ڈویژن کے حکم سے بدچلنی کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ سکول سے علیحدہ ہوا۔ اب وہ نہ صرف احمدی ٹیچروں کا ہی نارامن ہے۔ بلکہ تمام ٹیچروں کی نسبت جگہ بہ جگہ یاوہ گوئی کرتا پھرتا ہے

ان حالات کو بتانے کے بعد میں انکو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ آئندہ سکول کے متعلق

بہائیوں میں فرقے اور فرقہ بندی

بہائی اخبار کوکب ہند کا دعویٰ ہے۔ کہ بہائی کوئی فرقہ نہیں۔ اور بہائی فرقہ بندی کو متروک کرنے آیا ہے۔ تمام اہل بہاء فرقہ بندیوں سے آزاد ہیں۔

یہ تین دعوے ہیں۔ جو یکم مئی ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں کوکب نے کئے ہیں۔ اور اس سے پیشتر بھی کئی مرتبہ وہ اس امر کا اظہار کر چکا ہے۔ لیکن یہ تینوں دعوے غلط ہیں۔ کیونکہ مرزا علی محمد صاحب باب جو میرزا حسین علی صاحب بہاء اللہ اور بہائیوں کے نزدیک قائم آل محمد (شیعوں کے مہدی منتظر) تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب البیان فارسی میں بتایا ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں سے صرف شیعہ فرقہ اور ان میں سے بھی صرف وہ اثنا عشریہ شیعہ جو ایران کے پانچ صوبوں فارس۔ عراق۔ آذربیجان۔ خراسان۔ مازندران میں رہتے تھے۔ میرے دعوے کرنے سے پہلے حق پر تھے۔ چنانچہ البیان (واحد ۸) باب ۱۴ میں لکھتے ہیں:-

”شبہ نیست کہ جوہر ایمان منحصر بود با ثنا عشریہ و قطع اسلام ہمیں پنج قطع ظاہر است کہ اہل آں خود را اثنا عشریہ می گویند“ (صفحہ ۲۷۷)

یعنی شبہ نہیں ہے۔ کہ میرے ظہور سے پہلے حقیقت ایمان صرف اثنا عشریہ میں منحصر تھی۔ اور یہی پانچ صوبے (فارس۔ عراق۔ آذربیجان۔ خراسان۔ مازندران) اسلامی قطعے تھے۔ جن کے رہنے والے اثنا عشریہ کہلاتے ہیں۔

علی محمد صاحب باب کے اس بیان سے ثابت ہے۔ کہ ان کے نزدیک اہل سنت والجماعت کے تمام فرقے باطل پر تھے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ علی محمد صاحب باب کے نزدیک صرف آئمہ اہل بیت اور ان کے جانب دار نجات یافتہ ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر تمام صحابہ رضوان کرام جو علی محمد صاحب باب کے شیعی خیالات کے ماتحت آئمہ اہل بیت کے جانب دار نہ تھے۔ وہ دوزخی اور جہنمی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب البیان میں جا بجا آئمہ اہل بیت کو حروف اثبات اور حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کو حروف نفی سے تعبیر کیا ہے۔ اور پھر حروف اثبات اور ان کے اتباع کو جنتی اور حروف نفی اور ان کی اتباع کو ناری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بیان (واحد ۲) باب ۱۴ میں لکھا ہے:-

”اگر امروز کسے نظر در بدء شجرۂ قرآن کند۔ بیقین مشاہدہ میکند۔ کہ پنج حروف نفی چگونہ در تحت الثریٰ مستقل شدہ کہ اول و ثانی و ثالث و رابع و خامس باشد۔ و پنج حروفے کہ دلالت بر اثبات می کند۔ چگونہ در اعلیٰ علیین مرتفع شدہ کہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین باشند۔ ۔ ۔ چنانچہ دون حروف علیین راجع باین کلمہ می شود کل حروف علیین ہم راجع بکلمہ اثبات می شود خداوند عالم۔ نفی را خلق فرمودہ و حکم کردہ از برائے او بنار و اثبات را خلق فرمودہ و حکم فرمودہ از برائے او بجنت“ (صفحہ ۳)

یعنی اگر آج کوئی شخص اسلام کے ابتدائی زمانہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔ تو وہ یقیناً مشاہدہ کر سکتا ہے۔ کہ جو پانچ حروف نفی (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ۔ یزید) ہیں۔ وہ کس خستہ حالت میں سب سے نیچے درجہ میں ہیں۔ اور جو پانچ حروف اثبات (محمدؐ۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسینؓ) ہیں۔ وہ کس اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ مراتب والوں کے سوا جتنے ہیں۔ وہ سب کلمہ نفی کی طرف راجع ہیں۔ اور اعلیٰ مراتب والے جتنے ہیں۔ وہ سب کلمہ اثبات کی طرف راجع ہیں خداوند عالم نے نفی کو پیدا کر کے اس کے لئے نار (دوزخ) کا حکم دیا ہے اور اثبات کو پیدا کر کے اس کے لئے جنت کا حکم دیا ہے۔

اسی مثال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حاجی مرزا جانی کاشانی اپنی کتاب نقطۃ الکاف میں لکھتا ہے:-

”روزے رسول خدا با شاہ ولایت خلوت فرمودہ و خبر از امور آیندہ میداد ند کہ اے علی جبرئیل امین مرا خبر دادند۔ کہ بعد از تو حرف اوّل از حرف نفی غصب خلافت نماید۔ و حرف دوم نصرت او را فرماید“ نقطۃ الکاف (صفحہ ۷۳)

کہ ایک روز رسول خدا صلعم نے حضرت علی رضہ سے فرمایا جبکہ آپ ان کو علیحدگی میں آئندہ پیش آنے والی باتوں کی خبر دے رہے تھے۔ کہ اے علی مجھ کو جبرئیل امین نے خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد حروف نفی میں سے جو حرف اول (ابوبکر) ہے وہ خلافت کو غصب کریگا۔ اور حروف نفی میں سے حرف دوم (عمرؓ) اسکی مدد کرے گا۔ پھر لکھا ہے:-

”لہٰذا بعد از غروب شمس نبوت حرف اوّل ادعا نمودہ و چونکہ اصل نقطۂ شجرہ نفی بودند لہٰذا بحکم کل شیئ یرجع الی اصلہ و الخبیث مع الخبیث یمیل۔ شؤونات نفی حول او جمع گردیدہ و دوئی مراد حرف ثانی شدہ“ (صفحہ ۷۳)

کہ اس خبر کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ آنحضرت صلعم کے وفات فرمانے پر حرف اوّل (ابوبکر) نے خلافت کا ادعا کر دیا۔ اور چونکہ درخت نفی کی اصل جڑ وہی ہے۔ اس لئے اس مشہور مثل کے مطابق کہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اور خبیث خبیث کی طرف مائل ہوتا ہے۔ دوسرے تمام وہ لوگ بھی جن کی سرشت اور طبیعت میں نفی کا مادہ تھا۔ ابوبکر (حرف اوّل نفی) کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اور حرف ثانی (عمرؓ) اس کا معین و مددگار بن گیا۔

پھر اس شعر کا ذکر کر کے

”ناریاں مر ناریاں را طالب اند
نوریاں مر نوریاں را جاذب اند“

صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے:-

”مراد از دوزخ و شجرۂ خبیثہ نقطۂ نفی است۔ کہ ضد اثبات میباشد۔ ۔ ۔ ۔ نقطۂ نار قوت گرفتہ در محل رسول آمدہ و پائے ظلم و طغیان بر منبر عدل و داد حضرت رسول ہاشمی گزاردہ“

کہ دوزخ اور شجرۂ خبیثہ سے مراد مرکز نفی ہے۔ جو اثبات کی ضد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نقطۂ نار نے طاقت پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر عدل و انصاف پر اپنے ظلم اور سرکشی کے پاؤں رکھے۔

پھر لکھا ہے کہ حضرت علی رضہ نے جب کچھ فرمایا۔ تو حرف ثانی نفی (عمر) نے روک دیا۔ اور کہا کہ ہمارے لئے حرف ثالث نفی یعنے عثمان کا مصحف کافی ہے (صفحہ ۷۵)

مرزا علی محمد صاحب باب کی کتاب بیان اور حاجی میرزا جانی کاشانی بابی کی کتاب نقطۃ الکاف کے یہ حوالہ جات اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ کہ بہائیوں کے نزدیک شیعہ اثنا عشریہ کے سوا اہل سنت والجماعت کے تمام فرقے ابتدا سے ہی باطل پر ہیں۔ اور ان کی نجات نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ حروف نفی (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور دیگر صحابہ) کے تابع ہیں جو ناری ہیں۔ اور جو انجام ان حروف کا ہے۔ وہی ان کے متبعین کا ہے۔

پس بہائی فرقہ میں فرقہ بندی کی یہ پہلی بنیاد ہے جو بہائی فرقہ کے خیالی مہدی علی محمد صاحب باب نے دنیا میں رکھی۔

فرقہ بندی کی دوسری بنیاد جو بہائیوں میں خطرناک طور پر پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ علی محمد صاحب باب جو اپنے آپ کو نقطہ اولیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ اپنے سب منکروں کو خواہ اثنا عشریہ ہیں۔ خواہ اہل سنت والجماعۃ ہیں خواہ کوئی اور یکساں طور پر حروف نفی قرار دیکر ناری بیان کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں:-

”مَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِھَا نَفْیٌ یَدْخُلُ فِی النَّارِ
وَ اِنَّ نَارٌ اَبْعَدُ مِمَّنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِھَا
وَ مَنْ یُؤْمِنُ بِھَا یَدْخُلُ فِی الْاِثْبَاتِ
وَ اِنَّ جَنَّۃٌ اَعْلٰی مِمَّنْ یُؤْمِنُ بِھَا“

(بیان واحد ۱ باب ۱۴ صـ)

جو شخص اس (نقطہ اولیٰ) پر ایمان نہیں لایا وہ نفی ہے۔ جو نار میں داخل ہو گی۔ اور کوئی نار ایسے شخص سے دور ہے۔ جو نقطہ اولیٰ پر ایمان نہیں لایا۔ اور جو شخص اس نقطہ اولیٰ پر ایمان لے آیا وہ اثبات میں داخل ہوگا۔ اور ایسے شخص سے کوئی جنت بڑھ کر ہے۔ جو اس نقطہ اولیٰ پر ایمان لے آیا۔ پھر بیان فارسی صفحہ ۷۵ (واحد ۲ باب ۱۴) میں لکھا ہے:-

"ہیچ نفسے نیست کہ مومن بہ بیان نباشد الا آنکہ قلم طاقت ندارد آنچہ برا ومیرسد از نقمت الٰہی عزوجل"

جو شخص علی محمد باب کی کتاب بیان پر ایمان نہیں لاتا۔ قلم میں قدرت نہیں ہے۔ کہ اس کی سزا کا بیان کرسکے۔ اور صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے:

"نفوسیکہ از اوّل ظہور ایں امر بدوں ایمان بہ بیان قبض روح شدہ را نحہ از جنت بر ایشاں نمی وزد"

علی محمد صاحب باب بیان کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ بابی مذہب کے ظاہر ہونے کے بعد میری کتاب بیان پر ایمان لانے کے بغیر مرگئے ہیں۔ ان پر جنت کی ہوا نہ چلے گی۔ اور بیان فارسی صفحہ ۵۷، ۵۸ میں مومنین قرآن کا ذکر کرکے علی محمد باب لکھتے ہیں:۔

"ویہ وقتے است کہ یکے از نفوس آں مومن بہ بیان نشود۔ داخل در نار می شود۔ واز جنت خارج می شود"

میرے ظہور کے بعد کا وقت ایسا ہے۔ کہ اگر قرآن مجید کے ماننے والا کوئی شخص میری کتاب بیان کا مومن نہیں ہے۔ تو وہ جنت سے نکال کر نار (دوزخ) میں داخل کیا جاتا ہے۔

پھر لکھا ہے:۔

"مَنْ یَتَجَاوَزُ عَنْ حَدِّ الْبَیَانِ فَلَا یُحْکَمُ عَلَیْهِ حُکْمُ الْاِیْمَانِ سَوَاءٌ کَانَ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا اَوْ مَمْلُوکًا اَوْ عَبْدًا"

(بیان صفحہ ۶۸ (واحد دوم) باب ۱۱)

جو شخص کتاب بیان کے حدود سے تجاوز کریگا۔ اس پر ایمان کا حکم نہیں لگایا جائیگا۔ خواہ وہ عالم ہے۔ خواہ بادشاہ اور خواہ بندہ اور غلام۔

مرزا علی محمد صاحب باب کی کتاب بیان کے ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ مرزا علی محمد صاحب باب یا ان کی کتاب بیان پر ایمان نہیں لاتے خواہ شیعہ ہیں یا سنی خواہ مسلمان ہیں یا غیر مسلمان ان کے بے ایمان اور دوزخی ہونے کا یکساں حکم دیا گیا ہے۔ اور کوکب کا یہ کہنا کہ بہائیوں میں فرقہ بندی نہیں سراسر تقیہ کے پردہ میں اپنے عقائد کا چھپانا ہے۔

کون صاحب ہیں

امام الدین صاحب ساکن شیر پور کون صاحب ہیں۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور کوٹ رادھاکشن میں بنازی کی دوکان کرنے کیلئے وہاں کے احمدی احباب کے نام سفارش چاہی ہے۔ چونکہ انہوں نے اپنا پتہ مکمل نہیں لکھا۔ اس لئے بذریعہ اخبار مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ میاں عزیز الدین صاحب احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ کوٹ رادھاکشن ضلع لاہور سے ملیں۔ وہ ان کو مناسب مشورہ دیں گے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

(اشتہارات)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

روبکار باجلاس جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن

مقدمہ دیوانی ع ۱۲۴ بابت ۱۹۲۷ء

سردار رجان سنگھ ولد سردار پیرا سنگھ ذیلدار قوم جٹ ساکن جامہ رائے تحصیل ترنتارن۔ مدعی

بنام

سوہن سنگھ ولد روڑ سنگھ قوم ترکھان ساکن لوہار تحصیل ترنتارن۔ مدعا علیہ

دعویٰ ۱۰۲/۵

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی سوہن سنگھ ولد روڑ سنگھ قوم ترکھان مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام سوہن سنگھ مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر سوہن سنگھ مذکور بتاریخ ۸/۶ بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کرے گا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۹/۵ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

روبکار باجلاس چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن

مقدمہ دیوانی ع ۹۷ بابت ۱۹۲۷ء

امرناتھ ولد کرتار مل ذات کھتری ساکن جلال آباد تحصیل ترنتارن۔ مدعی

بنام

بھمن ولد نتھا قوم خاکروب ساکن گگڑیوال تحصیل ترنتارن مدعا علیہ

دعویٰ ۱۱۰/۰ بروئے پرونوٹ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی بھمن ولد نتھا قوم خاکروب مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام بھمن مدعا علیہ مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بھمن مذکور ۸/۶ بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کریگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۸/۵ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

(اشتہارات)

حب اٹھرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک تقریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

گرنتھ صفحہ ۵۶۳

نانک دین و خالصہ دھرم

کتاب "خالصہ دھرم و بابا نانک کا مذہب" میں بحوالہ گرنتھ صاحب ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گرو نانک کا آخری نام نانک دین ہو گیا۔ بابا نے گرنتھ صاحب میں اسلامی نماز روزہ کا حکم دیا۔ سکھی نماز کا حکم نہ دیا مسلمان بننے کا حکم دیا سکھ بننے کا نہ دیا۔ گرنتھ صاحب الہامی کتاب نہیں بلکہ ساٹھ آدمیوں نے اسے بنایا۔ قرآن کو جملہ کتب کا امام تسلیم کیا رسول عربی کے نافرمان کو دوزخی۔ مسجد میں جانیکا حکم گوردوارہ کا حکم نہیں اہل ہنود کی دوستی اور میل ورتن سے روکا مسلمانوں سے نہ روکا شاہان اسلام کے احسانات سکھوں کے گردوں پر۔ فرضی مظالم شاہان کا ازالہ۔ گورو نانک کے مسلمان ہونیکے تیس ثبوت۔ بعض تازہ انکشافات و شبد اردو گرمکھی میں مع اعراب قیمت عہر۔ علاوہ محصولڈاک۔

چالیس ہزار کتاب فروخت ہو گئی

ترجمہ انگریزی حصہ اوّل جس میں ماضی مضارع بنانے کے انگریزی میں قواعد۔ سال کا کام مہینہ میں برائے مڈل از بس مفید قیمت ۴ر حصہ دوئم برائے انٹرنس ۱۰ر۔ کمپوزیشن و خطوط نویسی و عرائض حصہ اوّل ۶ر برائے مڈل حصہ دوم برائے انٹرنس و کالج طلباء۔ قیمت ۱۰ر یونیورسٹی امتحان میں اکثر انہیں کے سوالات۔

ملنے کا پتہ:- **ماسٹر عبدالرحمن بی۔ اے دہرمگھ قادیان**

ہو الشافی

سرمہ سیمابی

ہم نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے۔ آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ گرمیوں میں آنکھوں میں جلن اور سوزش اور درد کی شدت کا اثر نہیں ہونے دیتا۔ روشنی بڑھانے اور قوت بینائی کو خاص طاقت بخشتا ہے۔ اور بیماری کا حملہ نہیں ہونے دیتا۔ قیمت فی پڑیہ ۸ر۔ ۹ر کے ٹکٹ بھیجنے پر بھیجا جائیگا۔

نوٹ:- ایک۔ پڑیہ سے زائد کسی کو نہ دیا جائیگا۔ کیونکہ صرف چند پیکٹ تیار کئے گئے ہیں۔ تصدیق کے لئے سرٹیفکیٹ ذیل ملاحظہ ہو:-

"میں نے علاوہ سرمہ تریاق چشم کے سرمہ سیابی تیار کردہ مرزا حاکم بیگ استعمال کیا۔ آنکھوں کو ٹھنڈک اور روشنی اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ تندرست آنکھوں کے لئے یہ سرمہ بہت مفید ہے۔"

دستخط) راجا خاں۔ افسر مال گوجرات"

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ موجد تریاق چشم

گڑھی شاہ دولہ صاحب۔ گوجرات۔ پنجاب

زراعتی آلات و دیگر مشینری

بٹالہ کے مشہور و معروف چارہ کترنیکی مشینیں، ٹوکے، آہنی رہٹ و ہٹ، انگریزی ہل، بیلنہ جات۔ نفودار۔ خراس (بیل چکیاں) سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست **مفت** طلب فرمائیے۔ **ایم عبدالرشید اینڈ سنز۔ جنرل سپلائرز**

احمدیہ بلڈنگ بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

ضرورت

زنانہ ہسپتال میانوالی کے لئے ایک سند یافتہ زنانہ کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ چالیس روپے ماہوار ملے گی۔ اور ایک نہایت موزون مکان احاطہ ہسپتال میں برائے رہائش مفت ملے گا۔ درخواستیں

صاحب بہادر سول سرجن میانوالی کے نام آنی چاہئیں

اعلیٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں ہر رنگ کی فروخت کرتے ہیں۔ نرخ فی گز ۲ روپے ۴ر ہوگا۔ اس کے علاوہ مشہدی کنادیز عورتوں کے سوٹ کیلئے فی گز ۴ر اور مشہدی رومال فروخت کئے جاتے ہیں کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس کر دی جائیگی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دیجائیگی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں مال دوسری دکانوں کی نسبت عمدہ اور ارزاں بھیجا جائیگا۔

المشتہر

میاں محمد و غلام حیدر احمدی بازار کریم پورہ شہر پشاور

ضرورت منید

ایک دوست موقعہ کی ایک عمدہ پختہ دوکان ادائیگی قرضہ کے لئے فروخت کرتا ہے۔ اگر ایسی دوکان خواہش سے کوئی خرید چاہے۔ تو تین ہزار روپے سے کم ملنی مشکل ہے۔ اس وقت آپ کو صرف پندرہ سو روپیہ میں مل سکتی ہے۔ فرش پختہ و تحرزہ بنا ہوا ہے۔ اور چھپر بھی جستی چادروں کا لگا ہوا ہے۔ زینہ پختہ بھی بنا ہوا ہے۔ گویا ہر طرح سے مکمل ہے۔ یہ دوکان قادیان میں شور اور بازار پختہ کے وسط میں ہے۔ خط و کتابت معرفت

قاضی اکمل صاحب قادیان پنجاب

عمدہ اور بڑھیا کپڑا خریدو

اگر آپکو واقعی ہی اعلیٰ درجہ کے کپڑے کی ضرورت ہووے تو آپ ہم سے منگوائیں۔ اگر ناپسند ہووے تو آپ پھر ہم کو واپس کر دیویں۔ اور اس سے بڑھکر آپکی کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ کلاہ بڑھیا زربدار [illegible] کافی کلاہ [illegible] روپیہ ریشمی رومال مختلف رنگوں کے سفید رجن تین روپے + ریشمی آزار بند زربدار مختلف رنگوں کے سفید رجن تین روپے + جائے نماز [illegible] جائے نماز [illegible] روپیہ + ریشمی زنانہ چادر [illegible] ڈھائی گز لمبی سوا گز چوڑی چادر تین روپے بارہ آنے + ریشمی صافے سفید قیمت میں کم ہیں [illegible] میں نہایت ہی مضبوط ہیں۔ خوبصورت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ہمارے [illegible] صافے حد سے زیادہ پسند کئے ہیں۔ ریشمی صافہ سفید جھالردار [illegible] لمبائی صافہ [illegible] گز لمبائی صافہ چھ روپے بارہ آنہ نو گز لمبائی [illegible] روپے [illegible] پلنگ پوش [illegible] نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا [illegible]

ملنے کا پتہ مینیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودیانہ پنجاب

ضرورت

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف سٹیشن ماسٹر کا کام ریلوے گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

ممالک غیر کی خبریں

برطانیہ اور روس کے تعلقات کا انقطاع

رگبی ۲۵ مئی۔ آج دارالعوام میں مسٹر بالڈون (وزیر اعظم انگلستان) نے انگلستان و روس کے تعلقات کے انقطاع کا اعلان کر دیا۔ مسٹر بالڈون نے کہا۔ کئی ماہ سے پولیس فوجی حکام کی مدد سے بعض جاسوسوں کا سراغ لگا رہی تھی۔ جو نہایت خفیہ کاغذات کے حصول میں کوشاں تھے۔ اور ایسے کاغذات کو حاصل کرنے کے لئے لگے ہوئے تھے۔ جن میں برطانیہ کی مسلح افواج کا تذکرہ ہو۔ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک نہایت خفیہ کاغذ گم ہو گیا۔ جس پر خفیہ اور سرکاری ہونے کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کاغذ کے متعلق جو اطلاع موصول ہوئی۔ اور جو شہادت بہم پہنچی۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ کاغذ سوویٹ ہاؤس میں پہنچایا گیا تھا۔ جہاں پر اس کی عکسی تصاویر لی گئی تھیں۔ اس اطلاع کے موصول ہونے پر مجسٹریٹ سے تلاشی کا وارنٹ جاری کرنے کی درخواست کی گئی۔ وزیر اعظم نے تلاشی کا حال بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ پولیس سیدھی خفیہ کے کمرہ اور علاقات مخصوصہ کے کلرک کے کمرہ میں پہنچی۔ جس کی نسبت علم ہو چکا تھا۔ کہ وہ جاسوسوں کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ سوویٹ کی سرگرمیوں کا بھانڈا ایک اور کاغذ سے بھی پھوٹتا ہے۔ یہ ایک خط تھا۔ جس پر ۲ نومبر کی تاریخ ثبت تھی۔ اس میں ہدایت کی گئی تھی۔ کہ آرکس کمپنی کے جہازوں پر ایسے اشخاص ملازم رکھے جائیں۔ جو برطانی ملاحوں کے درمیان اضطراب پھیلاتے رہیں۔ اس کام کے لئے خاص طور پر حبشیوں۔ ہندوؤں اور دیگر مظلوم قوموں کے باشندوں کو رکھا جائے۔ اس کام کے ابتدائی نتائج تو اس ہڑتال سے ظاہر ہو گئے۔ جو ملاحوں نے کی تھی۔ تلاشی کے وقت کلرک بعض کاغذات کو نذر آتش کرتا ہوا پایا گیا۔ جو ایک ڈاک کے تھیلے سے نکالے گئے تھے۔ اس تھیلے تک پہنچنے کے لئے پولیس کی مزاحمت کی گئی۔ کشمکش کے دوران میں کلرک کے ہاتھ سے ایک کاغذ گر پڑا۔ اس کاغذ پر وہ خفیہ پتے درج تھے۔ جو امریکہ۔ میکسیکو۔ جنوبی امریکہ کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقہ کی اشتراکی انجمنوں کو کاغذات بھیجنے کے کام آتے تھے۔ ان کاغذات سے ظاہر ہو گیا۔ کہ ایک زبردست خفیہ نظام روس کے مطبوعات کو دیگر مقامات تک پہنچانے کے لئے کام کر رہا ہے۔ اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ جاسوسی اور اشاعت کا کام سوویٹ ہاؤس ہی کی وساطت سے انجام پا رہا ہے۔ یہ باتیں ایسی نہیں۔ کہ محض اشارات یا مکاتیب سے طے کرلی جائیں۔ تجارتی معاہدہ میں یہ شرط موجود ہے۔ کہ دونوں حکومتیں ایک دوسری کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں سے محترز رہیں گی۔ اور اپنی حدود سے باہر سرکاری طور پر کسی قسم کا پروپیگنڈا نہ کریں گی۔ ملک معظم کی حکومت اس سے قبل روس کو توجہ دلا چکی تھی۔ کہ چین میں اس کے کارندے ان شرائط کی پابندی نہیں کرتے جس کے جواب میں روسی سفیر مختار نے لکھا تھا۔ کہ موسیو بورودین روس کا سرکاری ملازم نہیں۔ لیکن حکومت برطانیہ کے پاس روس کے دفتر خارجہ کا ایک برقی پیغام موجود ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ جب تک پیکن میں روسی سفیر متعین نہیں ہوتا کار ندہ بورودین کو براہ راست ہدایات بھیجی جائیں گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موسیو بورودین کے متعلق روسی سفرا کا انکار محض حکومت برطانیہ کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے تھا۔ اور فی الواقع وہ سوویٹ حکومت کی طرف سے چین میں کام کر رہا تھا اخیر میں مسٹر بالڈون نے کہا۔ ملک معظم کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر پارلیمنٹ کے ایوان نے اس فیصلہ سے مخالفت نہ کی۔ تو روس و انگلستان کے تجارتی معاہدہ کو ختم کر دیا جائیگا۔ اور مطالبہ کیا جائے گا۔ کہ تجارتی اور سیاسی وفود کو لنڈن سے واپس بلا لیا جائے۔ ماسکو سے برطانی وفد بھی بلا لیا جائے گا۔ اور اس امر کے باوجود حکومت دونوں ممالک کی تجارت کو بحال رکھنے کے لئے سہولتیں مہیا کرنے سے دریغ نہ کرے گی۔

ماسکو ۲۲ مئی۔ موسیو کویان وزیر تجارت عامہ نے لنڈن کے روسی تجارتی نمائندوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ برطانی کارخانوں میں مزید فرمائشیں بھیجنے سے محترز رہیں۔

بغداد ۲۳ مئی۔ لفٹننٹ پرواز کار اور لفٹننٹ پرواز گمین جنہوں نے انگلستان سے ہندوستان تک ایک ہی پرواز میں پہنچنے کا تہیہ کیا تھا۔ بتیس گھنٹہ کی مسلسل پرواز کے بعد خلیج فارس میں اترنے پر مجبور ہو گئے ایک آبی جہاز نے انہیں اٹھا لیا۔

پیرس ۲۱ مئی۔ کپتان لنڈ برگ جسے حیرت انگیز ہوائی سفر کے باعث احمق ہوا باز کہا جاتا ہے۔ نیویارک سے پرواز کر کے راستہ میں اترنے کے بغیر چالیس گھنٹہ کی مسلسل پرواز کے بعد پیرس پہنچ گیا۔ دنیا بھر میں اس کے کارنامہ کو جوش و خروش اور استعجاب کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے۔ ہر ملک سے مبارکباد کے برقی پیغام آ رہے ہیں۔ صدر جمہوریہ فرانس نے ایک اعزازی نشان دیا ہے وزیر پرواز برطانیہ اور سائینور مسولینی نے بھی مبارکباد کے تار بھیجے ہیں۔ نیویارک اور پیرس میں لوگوں کے ہجوم دیوانہ وار اس کامیابی پر خوشیاں منا رہے ہیں۔

لنڈن ۲۲ مئی۔ ہانکو کا ایک پیغام مظہر ہے۔ چینی بالشویک افواج کا یہ بھی دعوے ہے۔ کہ انہوں نے مخالف چینی افواج یعنی شمالی افواج کے ۸ ہزار سے زیادہ آدمی قتل کر دیئے ہیں۔ اور ۵ ہزار کے قریب گرفتار کر لئے ہیں۔

لنڈن ۲۳ مئی۔ مسٹر وی۔ جے پٹیل صدر اسمبلی آئرلینڈ سے واپس آ گئے ہیں۔ شمالی آئرلینڈ میں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ بلفاسٹ میں ہندوستانیوں کی طرف سے آپ کو دعوت دی گئی۔

آج سے ۱۲ سال پہلے انگلستان کے شمالی علاقہ کا ایک لڑکا یک لخت اندھا ہو گیا۔ ۱۲ سال اسے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ چند دن ہوئے۔ کہ اس کی ایک آنکھ خود بخود کھل گئی۔ اور پھر اسے سب کچھ نظر آنے لگ گیا۔

ڈنکاشیر ۱۸ مئی۔ نماز وزراعت پیشہ قوم کی قدیم روایات کے مطابق آج ہیکا میں تین سو لڑکیوں کی شادی کی رسم ایک وقت میں ادا کی گئی۔ پندرہ ہزار آدمی اس تقریب پر جمع تھے۔

پیرس ۲۵ مئی۔ برطانیہ نے روس کے متعلق جس طرز عمل کا اظہار کیا ہے وہ یہ فرانس کے اخبارات میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اخبار اکو ڈی پیرس نے لکھا ہے کہ روس کے متعلق بھی ہم اسی طرز عمل پر کاربند رہنا چاہتے ہیں۔ جو ہم نے ترکی اور چین کے معاملات میں اختیار کیا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

الہ آباد ۲۳ مئی۔ آج عدالت میں پنڈت کالی چرن شرما آگرہ کے مرافعہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اس کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ نے دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے ماتحت فرقہ وار منافرت پھیلانے کے الزام میں ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا تجویز کی تھی۔ پنڈت کالی چرن نے "وچتر جیون" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی (جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے گئے تھے) اور حکومت نے اس کتاب کو ضبط کر لیا تھا۔ اب مسٹر جسٹس دلال نے ملزم کو مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے قید کو دو ماہ کر دیا۔ اور جرمانہ کی رقم کو بحال رکھا۔ ملزم دو ماہ جیل میں رہ چکا ہے۔ لہٰذا اب وہ فی الفور رہا کر دیا جائیگا۔

لاہور ۲۵ مئی۔ کمشنر صاحب لاہور ڈویژن کی تجویز کے مطابق لاہور کے سرکردہ ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں کی ایک مجلس فسادات لاہور کے متعلق ریلیف کمیٹی قائم کرنے کی غرض سے کمشنر صاحب کے دفتر میں منعقد ہوئی کمشنر صاحب اس کانفرنس کے صدر تھے۔ ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس جگہ چار ہزار دو سو پچانوے روپیہ جمع کئے گئے۔

انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا ایک جلسہ مورخہ ۱۷ مئی منعقد ہوا۔ اور مذکورہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے پاس ہوئیں (۱) انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا یہ جلسہ لاہور کے نہتے اور بے خبر مسلمانوں پر جبکہ مسجد سے مذہبی فریضہ نماز ادا کر کے گھروں کو جا رہے تھے۔ سکھوں نے کرپانوں سے جو بزدلانہ حملہ کیا۔ اس پر دلی رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اور شہداء کے لئے دعا مغفرت کرتا ہوا ان کے پسماندوں سے ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ محرک پیر انعام اللہ احمدی۔ مؤید شیخ عبدالحق در بیرسٹرایٹ لا۔ (۲) یہ جلسہ حکومت سے بزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ قیام امن کو برقرار رکھنے اور آئندہ فساد کا سدباب کرنے کیلئے فوراً مسلمانان پنجاب کو بھی تلوار سے مسلح ہونے کی اجازت دی جاوے۔ محرک چوہدری بشیر احمد وکیل احمدی۔ مؤید شیخ ظہور الٰہی وکیل۔

لاہور ۲۴ مئی۔ معاصر "سیاست" راوی ہے۔ کہ اس وقت تک فسادات گذشتہ کے سلسلہ میں ۲۷ مسلمان گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

دہلی ۲۴ مئی۔ رکاب گنج گوردوارہ کے لانگری نہال سنگھ کو مین نٹ لمبی کرپان رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ سٹی مجسٹریٹ نے اسے ضمانت پر رہا کر دیا۔

لاہور ۲۵ مئی۔ آج مسٹر کیو سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت واقعہ بورسٹل جیل میں حویلی کابلی مل کے مقدمہ قتل کی سماعت پھر شروع ہوئی۔ اس مقدمہ میں پہلے صرف آٹھ ملزمان تھے۔ آج دو نئے ملزمان کے خلاف بھی مقدمہ کی سماعت پہلے ملزمان کے ساتھ ہی شروع کر دی گئی ہے۔ سردار نہال سنگھ وکیل صفائی نے اس پروسیجر پر اعتراض کیا۔ لیکن عدالت نے اس اعتراض کو رد کر دیا۔

دہلی ۲۴ مئی۔ پرسوں شام کو صدر بازار میں ایک صابون کے سوداگر کا ایک ملازم پچھتر روپیہ کے نوٹ ایک کاغذ میں لپیٹے ہوئے لے جا رہا تھا۔ کہ

منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔